IOSR Journal of Humanities And Social Science (IOSR-JHSS)
Volume 26, Issue 9, Series 1 (September. 2021) 76-83
e-ISSN: 2279-0837, p-ISSN: 2279-0845.
www.iosrjournals.org

اردو ادب کی ترقی میں مرزا غالب کی غزلوں کا کردار

محمد عزیز

، ، اسسٹنٹ پروفیسر، اردو، سوامی کیشوانند کالج آف ہائر ایجوکیشن لیلی ، لکشمن گڑھ (الور) راجستھان

Mohammad Aziz

Assistant Professor , Urdu , Swami Keshwanand College of Higher Education , Lili, Laxmangarh (Alwar) Rajasthan

تحقیق کا خلاصہ

مرزا غالب مغلیہ سلطنت کے آخری سالوں میں اردو اور فارسی زبان کے ممتاز شاعر تھے۔ وہ اردو زبان کے عظیم شاعر تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سی غزلیں لکھیں جنہیں بعد میں مختلف لوگوں نے مختلف زبانوں میں ڈھالا۔

غالب کا شمار مغلیہ دور میں اردو زبان کے سب سے مقبول اور بااثر شعراء میں ہوتا ہے۔ آج غالب نہ صرف ہندوستان اور پاکستان بلکہ پوری دنیا میں مقبول ہیں۔ مرزا غالب کی زیادہ تر غزلیں بالی ووڈ کی مختلف فلموں میں گائی جاتی ہیں۔

اہم نکات:- عظیم شاعر مرزا غالب کا تعارف، اردو شاعری کی ترقی میں غالب کا کردار، مرزا غالب کے اشعار ، میجر گلاز اور اردو ادب۔

عظیم شاعر مرزا غالب کا تعارف:-

مرزا اسد اللہ خاں غالب 27 دسمبر97- 1796کو)اکبر آباد (آگرہ کے کالا محل میں عبداللہ بیگ کے گھر پیدا ہوئے۔ ان کے دادا مرزا فوقان بیگ خان سلجوک ترک تھے جو احمد شاہ کے دور حکومت میں سمرقند) اب ازبکستان میں ہے (سے ہندوستان آئے تھے54) - (1748۔ لکھنؤ لاہور، دہلی اور جے پور میں کام کیا۔ اور آخر کار آگرہ کے کالا محل میں سکونت اختیار کی۔

مرزا غالب کے والد کا انتقال 1803 میں الور میں ہوا اور انہیں راج گڑھ) الور، راجستھان (میں دفن کیا گیا۔ تب مرزا غالب کی عمر5 - 4سال تھی۔ ان کی پرورش ان کے چچا مرزا نصر اللہ بیگ خان نے کی۔

غالب نے 11 سال کی عمر میں شاعری شروع کی۔ ان کی پہلی زبان اردو تھی لیکن گھر میں فارسی اور ترکی بھی بولی جاتی تھی۔ آپ نے کم عمری میں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ اور مسلم روایت کے مطابق مرزا غالب کی شادی 13 سال کی عمر میں عمراؤ بیگم سے ہوئی۔ ان کا انتقال 15 فروری 1869 کو دہلی میں ہوا۔ پرانی دہلی کے گلی قاسم جان، بالی مارن، چاندنی چوک میں وہ جس گھر میں رہتے تھے، جسے غالب کی حویلی کے نام سے جانا جاتا ہے، اب اسے 'غالب میموریل' میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس میں غالب کی ایک مستقل نمائش ہے۔

اردو ادب اور شاعری کی ترقی میں غالب کا کردار :-

مرزا غالب اردو اور فارسی شاعری کے آسمان پر ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ جنہیں ہم آج بھی دل سے یاد کرتے ہیں۔ اردو شاعری میں محبوب کو تقریباً ہمیشہ مرد ہی کیوں کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے؟اس راز کو اپنی غزلوں کے ذریعے پیش کیا اور کئی دیگر موضوعات پر غزلیں لکھیں ۔ اگرچہ فارسی میں غالب کا کارنامہ ان کی شاعری میں بہت بڑا تھا لیکن آج وہ اپنی اردو غزلوں کے لیے زیادہ مشہور ہیں۔ غزل کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اس کام کو اردو شاعری اور ادب میں ان کا سب سے بڑا تعاون سمجھا جاتا ہے۔

غالب - اردو کے عظیم شاعر:-

کچھ لوگ زندگی سے اتنے بڑے ہو جاتے ہیں کہ ان کا نام ہی ان کے شعبے کی مہارت کی تعریف بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب کوئی لفظ "سائنس دان" سنتا ہے تو پہلا نام جو ذہن میں آتا ہے وہ ہے البرٹ آئن سٹائن ۔ اسی طرح جب کوئی شاعری کے بارے میں سوچتا ہے تو اس سوچ میں فوراً ”شیکسپیئر“ کا نام آتا ہے۔ مرزا غالب ایسی ہی ایک اور عظیم شخصیت تھے جن کی شخصیت لفظ "شاعری" کی تعریف بن گئی۔

”شاعری“ ان کا جوانی سے ہی شوق تھا۔ لفظ "غالب" کا مطلب فاتح ہے اور اس کے پیچھے ایک دلچسپ کہانی ہے کہ اس نے اس قلمی نام سے لکھنے کا فیصلہ کیوں کیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنا اصلی نام "اسد" بطور تخلص استعمال کرتے ہوئے لکھا لیکن جب وہ نوعمر تھے تو انہیں معلوم ہوا کہ پہلے سے ہی ایک شاعر تھا جو اپنے تخلص کے طور پر "اسد" استعمال کر رہا تھا۔

اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی

میرے شیر شاباش، رحمت خدا کی

غالب نے یہ شعر کہیں پڑھا تھا اور انہیں اس سے سخت نفرت تھی۔ اس سے اسے یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر

وہ اسد بن کر لکھتا رہا تو یہ سارے برے اشعار اس کے نام سے منسوب ہو جائیں گے اور اس کے اشعار کا سہرا کوئی اور لے گا۔ چنانچہ اس نے اپنا تخلص تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا اور ”غالب“ لکھنا شروع کیا۔

شاید "شاعری" کے علاوہ ان کی زندگی کا سب سے زیادہ چرچا ہوا پہلو عمراؤ جان سے اس کی شادی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے زندگی بھر اپنی بیوی سے گہری محبت اور احترام کیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ انہوں نے عمراؤ کے لیے درج ذیل سطریں لکھیں۔

اُن کے دیکھے سے جو منہ پے آ جاتی ہے رونق،

وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

"دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آ جائے ہے

میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا

رنگ کھلتا جاے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے

انہیں اپنے پہلے کام کی اشاعت میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں کو ان کے اشعار کے معنی سمجھنے میں دشواری کی وجہ سے تمام بڑے پبلشرز نے بھی ان کی غزلیں شائع کرنے سے انکار کر دیا۔

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالبؔ

ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

"رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج

مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

چونکہ وہ شراب پیتے تھے اس لیے اُن کی بیوی نے اس کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ وہ خدا پر زیادہ یقین نہیں رکھتے تھے جس پر اُن کی بیوی ہمیشہ سوال کرتی تھی کیونکہ وہ بہت مذہبی تھی ۔ اپنے آخری ایام میں بھی جب اُن کی بیوی نے انہیں مجبور کیا تو وہ مسجد کے دروازے تک چلے گئے لیکن اندر داخل ہوئے بغیر واپس لوٹ آئے۔

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں

رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

معلوم نہ تھا اتنا کچھ ہے گھر میں بیچنے کے لیے۔

زمین سے لے کر ضمیر تک سب کچھ بک رہا ہے

اُن کے پاس مزاح کا شدید احساس تھا۔ ایک دفعہ کسی نے ان سے پوچھا کہ لفظ "قلم" مؤنث کہ مذکر ؟ اسے "میرا قلم" کہنا چاہیے یا "میری قلم"، جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر مرد لکھے تو وہ "میرا قلم" ہے اور اگر عورت لکھے تو وہ "میری قلم" ہے۔ اسی طرح کسی نے اس سے پوچھا کہ جوتا ٹھیک ہے یا جوتی تو انہوں نے جواب دیا کہ زور سے مارا تو جوتا اور اگر ہلکا مارا تو جوتی۔ انہیں آم بہت پسند تھے۔ ان کی اس عادت پر کسی نے طنز کس دیے کہ "گدھے بھی آم نہیں کھاتے"، جس پر انہوں نے جواب دیا کہ "گدھے ہی آم نہیں کھاتے"۔ذوق سے ان کی دشمنی بہت مشہور ہے۔ ایک دفعہ جب ذوق وہاں سے گزر رہے تھے تو اس نے کہا۔

"ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا "

میں غالب کا بہت بڑا مداح ہوں اور ان کی زیادہ تر تخلیقات پر نظر کی ہے۔ اردو شاعری مختلف شعراء سے بھری ہوئی دنیا ہے۔ "مومن" سے لے کر "فیض" تک ان میں سے کچھ شاعر کافی مشہور اور یکسر ہنر مند تھے، لیکن کوئی بھی غالب کی شخصیت سے میل نہیں کھاسکا۔ جس چیز نے غالب کو باقیوں سے بلند مقام عطا کیا وہ یقیناً ان کی غزلوں اور اشعار میں حقیقت اور غم کی جھلک ہے۔ دوسرے مشہور شاعروں کے برعکس انہوں نے کبھی بھی اپنی تحریروں کو عظیم الشان تصورات یا مثالی عالمی تصورات کے گرد گھومنے کی کوشش نہیں کی، بلکہ وہ لکھا جو انہوں نے دیکھا، جو محسوس کیا۔ تاہم، اس کی مہارت الفاظ کے چناؤ اور انہیں پیش کرنے کے انداز میں ہے۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے

کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے انداز بیاں اور

اور یہ الفاظ سچے ہیں۔ غم اور مالی معاملات کے ساتھ ان کی زندگی بھر کی جدوجہد ان کے تقریباً تمام کاموں میں جھلکتی ہے۔

"غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں

روئیے زار زار کیا کیجیے ہائے ہائے کیوں "

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں

موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پاے کیوں

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالبؔ

تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا

نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

مرزا غالب کے منتخب اشعار:-

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے

کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے انداز بیاں اور

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا

ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

مرزا غالب اور اردو ادب:-

یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو ادب کی ابتدا ہندوستان میں14 ویں صدی کے آس پاس فارسی درباروں کے نفیس حضرات کے درمیان ہوئی۔ بڑے پیمانے پر ہندو ہندوستان میں مسلم اشرافیہ کی موجودگی کو اگرچہ واضح طور پر تسلیم کیا جاتا ہے لیکن اردو شاعر کے شعور پر اسلام اور فارس کی جاری روایات کی طرح حاوی نہیں رہی۔

سنسکرت سے ماخوذ پراکرت اور عربی-فارسی الفاظ کے درمیان تقریباً یکساں طور پر تقسیم شدہ الفاظ کے ساتھ اردو زبان کا رنگ، ثقافتی امتزاج کی اختراع کا عکاس تھا اور پھر بھی اسے برقرار رکھنے پر اصرار تھا جو سب سے بہتر اور خوبصورت ہے۔ افغانستان اور فارس برصغیر پاک و ہند کے ایک ہمہ وقت کے عظیم کلا سیکی اردو اور فارسی شاعر تھے۔

سب سے زیادہ قابل ذکر مرزا غالب تھے، جنہوں نے اپنی زندگی کے دوران بہت سی غزلیں لکھیں، جن کی تشریح مختلف لوگوں نے مختلف طریقوں سے کی ہے۔ انہیں اردو زبان کا سب سے مقبول اور بااثر شاعر سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ غالب نے فارسی میں بھی لکھا لیکن وہ اردو میں لکھی گئی غزلوں کے لیے زیادہ مشہور ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی زیادہ تر مقبول غزلیں انیس سال کی عمر میں لکھیں۔

ان کی غزلیں، میر تقی میر کی غزلوں کے برعکس، اعلیٰ فارسی اردو پر مشتمل ہیں، اور اس لیے زیادہ تر لوگوں کو بغیر کسی اضافی کوشش کے آسانی سے سمجھ نہیں آتیں اور نہ ہی ان کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس لیے غالب کے غزل کے دِیوان کی کئی تشریحات اردو دانوں نے لکھی ہیں۔

اس طرح کی پہلی تفسیر یا شرح حیدرآباد کے علی حیدر نظم طباطبائی نے آخری نظام حیدرآباد کے دور میں لکھی تھی۔ غالب سے پہلے غزل بنیادی طور پر پریشان محبت کا اظہار تھی۔ لیکن غالب نے فلسفہ، مشک لات اور زندگی کے اسرار کا اظہار کیا اور کئی دوسرے موضوعات پر غزلیں لکھیں، جس سے غزل کا دائرہ بہت وسیع ہوا۔

یہ ان کے بے شمار شاہکاروں کے ساتھ اردو شاعری اور ادب میں ہمیشہ ان کی نمایاں خدمات رہے گی۔ کلا سیکل غزل کی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے غالب کی بیشتر شاعری میں محبوب کی شناخت اور صنف غیر یقینی ہے۔ محبوب خوبصورت عورت ہو سکتی ہے یا خوبصورت لڑکا یا خدا یا خدا بھی۔

نتیجہ:-

جیسا کہ معروف نقاد/شاعر/مصنف شمس الرحمن فاروقی بتاتے ہیں، چونکہ حقیقی محبت کی دلچسپی کے بجائے عاشق یا محبوب کا "خیال" رکھنے کی روایت شاعرانہ ہیرو ایور کو "حقیقت پسندی"، محبت کی شاعری کے تقاضوں سے آزاد کرتی ہے۔ سترہویں صدی کی آخری سہ ماہی کی اردو زیادہ تر "محبت کے بارے میں نظموں" پر مشتمل ہے، لفظ کے مغربی معنی میں "محبت کی نظمیں" نہیں۔ غالب کی شاعری اس کی ایک عمدہ مثال ہے۔غالب نے گہرے تعارفی اور فلسفیانہ اشعار میں بھی کمال حاصل کیا۔

حوالہ:-

پون کے ورما(1989) ۔ غالب، دی مین، دی ٹائمز۔ نئی دہلی: پینگوئن کتب۔ ص .86

"مرزا اسد اللہ خان غالب" برٹانیکا۔ 16 اگست 2020 کو بازیافت ہوا۔

نکول دستور 12) مئی(2007 ۔ " 2007میں 1857 کو یاد کرنا"۔ ٹائمز آف انڈیا۔

راس ایچ صدیقی 27) جولائی(2003 ۔ "غالب ان کیلیفورنیا"۔ ڈان کی 4 .فروری 2009 کو اصل سے آرکائیو شدہ۔ 20 مئی 2013 کو بازیافت ہوا۔

"غالب کی جائے پیدائش آگرہ میں کوئی یادگار نہیں"۔ آئی بی این لائیو۔ 27 دسمبر 1 .2013 جنوری 2014کو اصل سے آرکائیو شدہ۔

فاروقی، نثار احمد، ایڈ۔(1997) ۔ غالب کی آپ بیتی] غالب کی خود نوشت) [اردو میں(۔ نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ۔ ص.13

"احمد شاہ | مغل بادشاہ"۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ 28 جون 2019 کو بازیافت ہوا۔

امام، میر جعفر؛ امام(2003) ۔ مرزا غالب اور میر گجرات۔ گجرات، انڈیا: روپا پبلیکیشنز۔ آئی ایس بی این 978-81-291-0057-3۔

مرزا اسد اللہ خان غالب(2000) ۔ مرزا غالب کی فارسی شاعری قلم پروڈکشنز۔ ص978 .7 -81-87581-00-0۔

"مرزا غالب"۔ 3 نومبر 2012 کو اصل سے آرکائیو شدہ۔ 20 مئی 2013 کو بازیافت ہوا۔

سپیئر، پرسیول(1972) ۔ "غالب کی دہلی") پی ڈی ایف(۔ 25 اکتوبر 2019 کو بازیافت ہوا۔ -) ترکی میں (میں شائع ہونے والا ایک مضمون۔ والیوم) 13 فکیہ - جیلینک(۔ استنبول: ترکی دیانیت وقف۔ صفحہ328 - 329۔ آئی ایس بی این9789753894401 ۔

بائیجمیلہ صدیقی۔ "مرزا غالب: دی "گاڈ لیس" لوور از بائیجمیلہ صدیقی۔ 18 مئی 2013 کو اصل سے آرکائیو شدہ۔ 20 مئی 2013 کو بازیافت ہوا۔

لوہارو کوئنز لینڈ یونیورسٹی کے نوابوں کا شجرہ نسب

اومکار ناتھ کول(2008) ۔ جدید ہندی گرامر۔ ڈن ووڈی۔ ص .3 -1-931546-06-5۔

یون کے ورما(2008) ۔ غالب۔ پینگوئن بکس انڈیا۔ صفحہ96 - آئی ایس بی این978 -0-14306-481-7۔

"مرزا غالب"۔ Megajoin.com 3 نومبر 2012 کو اصل سے آرکائیو شدہ۔ 20 مئی 2013 کو بازیافت ہوا۔

وہیلر میکانٹوش تھاکسٹن(1994) ۔ کلاسیکی فارسی شاعری کا ایک ہزاریہ: دسویں سے بیسویں صدی تک فارسی شاعری کے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ایک رہنما۔|

"شمس الرحمن فاروقی وضاحت کرتے ہیں") پی ڈی ایف(۔ کولمبیا یونیورسٹی۔

"ڈاکٹر سرفراز کے نیازی"۔

غیر معمولی الفاظ کے انگریزی ترجمے کے ساتھ رومن ٹرانسلیٹریشن

نعیم، سی ایم) ستمبر(2001 ۔ "غالب کی دہلی: دو مشہور استعاروں پر ایک بے شرمی سے نظر ثانی کرنے والا") پی ڈی ایف(۔

علی اصغر 6) مئی(2003 ۔ "غالب کے خطوط"۔ ہندو۔ 7 جون 2011 کو اصل سے آرکائیو شدہ۔ 20 مئی 2013کو بازیافت ہوا۔

جی ایس امور(1992) ۔ تخلیقات اور نقل۔ کلکتہ: رائٹرز ورکشاپ۔ صفحہ83 -84۔ 18 .8171893910 ستمبر 2017 کو حاصل کیا گیا۔

پاویلز، ہیڈی آر ایم(2007) ۔ انڈین لٹریچر اینڈ پاپولر سنیما: ری کاسٹنگ کلاسیکی 《 غزل سے فلمی موسیقی تک۔ روٹلیج۔ ص3-06255-34-11-978 ISBN .153 ۔

افشاں فاروقی، مہر 24) جنوری(2021 ۔ "کلکتہ نے غالب کو ہمیشہ کے لیے بدل دیا - ذلت اور گرامر کی غلطیوں سے لے کر پنشن کی درخواست تک"۔ theprint.in پرنٹ

"ابوالفضل علامہ کی عین اکبری 5) جلدوں کا مجموعہ("، "گورجیاس پریس"

"عین اکبری،1855 ، اردو از سر سید احمد"، "سر سید آج"

شمس الرحمن فاروقی(2006) ۔ باب15 : قدیم سے سماجی انقلابی تک: سر سید احمد خان اور سر سید احمد خان میں نوآبادیاتی تجربہ: یادگاری لیکچرز۔ زندہ کتب۔ آئی ایس بی این